برہان لائح فی تحقیق امر الذبائح

تصنیف شمع افروز کاشانۂ تحقیق + فروغ بخش سواد دیدۂ تدقیق + قدوۂ سادات
عظام + زبدۂ ثقات کرام یعنی صدر ارباب استدلال + بدر آسمان فضل و کمال
جناب مولانا سید قمر الدین احمد عم فیضہ ما طلع الشمس و لمع الہلال کہ شرع
شریف کی جو مصلحتیں اور حکمتیں متعلق ذبح حیوانات مین پوشیدہ تھین
اور بعضے کور سوادون کی چشم ظاہر بین مین بوجہ زنگ شکوک کے وہ بشکل
قبیح نظر آتی تھین اونکے جوہر حقیقت کو صیقل بیان سے آئینہ کی طرح چمکایا + احکام
نقلیہ کو دلائل عقلیہ سے مدلل فرمایا + سچ پوچھیے تو امور شرعیہ کو براہین حکمیہ سے
مطابق کرنا آسان نہین نہایت مشکل کام ہے + ذکاوت اسکو کہتے ہین اور نتیجہ
کمال استعداد و علم معقول اسکا نام ہے + بوساطت سراپا ذوق سلیم رای رفیع
شیخ محمد یعقوب مہتمم مطبع باہتمام سے راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم
و تربیت یافتہ خدمت ادیب نظم محمد مصطفی خان مغفور کے نہایت خوشخط کاغذ صاف و شفاف

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

اعلام عام رسالہ عجالہ المسمی
بالبرہان اللائح فی تحقیق امر الذبائح

مخفی و محتجب نہ ہے کہ یہ کتاب لاجواب جواب مین ہے اون اشخاص کے کہ بوجہ
رکھنے مذہب عقلی محض کے یا اور کسی مذہب خاص کے ذبح حیوانات کو
ظلم صریح اور ناجائز سمجھتے ہین اور مجوزین ذبح حیوانات سے
واسطے اثبات جواز و استحسان ذبح حیوانات کے ایسے ادلۂ عقلیہ اور
براہین قطعیہ طلب کرتے ہین کہ جن مین مقدمات نقلیہ کا اصلاً دخل و
مساس ہی نہو ہرچند بحث تھی اس مسئلہ خاصہ کی ہنود اور اہل اسلام مین بھی
اکثر ہوا کی ہے لیکن اول تو در اصل نفس مسئلہ ذبح و اکل لحم مین مخالفت
اور بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع نہین ہے بلکہ جو جو
مخالفت و بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع ہوئی وہ تمام
مخالفت و بحث و کلام مبنی تھے صرف ایک اختلاف خاص ذبح بقر پر
علاوہ اسکے جوابات اہل اسلام تو ہنود کے مقابلے مین صرف ایک
الزامی ہی طور پہ مروج و مشتہر ہین رہا طریق استدلال تحقیقی محض اسکا بطریق
انیق برائے اثبات جواز و استحسان ذبح حیوانات ایک دو دلیل کے ساتھ

بھی کسی کتاب یا رسالہ مین کمتر نظر آیا ہی مصنفین رد اعتراضات ہنود
سے نے طریق استدلال عقلی محض کیطرف بسبب عدم ضرورت کے شاید
کہین اتفاقی ہی تعرض و اعتنا فرمایا ہی اور کوئی خاص کتاب تو اس باب
مین متضمن ایسے ادلہ قویہ اور براہین قطعیہ کے کبھی کسی وقت مین
تصنیف ہی نہین ہوئی اور شاید تصنیف ہوئی ہو لیکن کوئی ایسی
تصنیف شائع تو ہرگز ہونے نہین پائی بلکہ کبھی دیکھنے اور سننے مین
بھی شاید کبھی نہین آئی پس یہ کتاب لاجواب اس باب خاص مین
اگر حقیقت پوچھیے تو بالکل عجیب و جدید ہی مثل اور مولفات زبان
حال کے کچھ تالیف نہین بلکہ تصنیف ہی اور تصنیف بھی نہایت یکتا و
وحید ہی اگرچہ غذاے گوشت تو سوا اہل اسلام کے اور اکثر فرق او
اقوام بھی برابر کھاتے ہین کیا یہود کیا نصاری جملہ اہل کتاب اس
غذاے جلیل و نایاب کو بلا خوف و مبالات جان حیوان ہر شب و روز
نوش جان فرماتے ہین لیکن اگر دلیل و توجیہ تجویز و استحسان قتل نفس
حیوان کی پوچھیے تو لاکھ مین ایک بھی اون سے واقفیت نہین رکھتا
متنفسین ذبح کے جواب مین سوا اس بات کے کہ ہمارے مذہب مین
ذبح کرکے کھانا ان حیوانات کا جائز ہی اور کچھ دلیل اسکے جواز و استحسان
کی ایک آدھ بھی کوئی شخص بیان نہین کرسکتا پس جس قدر ارباب
مذاہب مجوزین ذبح کہ گوشت تہا سے انواع حیوانات باتباع رسم مذہبی
و اقتضاے خواہش نفسانی رات دن چکھتے تھے لیکن وجوہ

دلائل عقلیہ جواز و استحسان ذبح حیوان سے کچھ اصلا خبر ہی نہیں رکھتے
تھے اون سب حضرات کو مژدہ ہو کہ جو عجز و سکوت معترضین ذبح کے
جواب میں اونکو ہوتا تھا اب اس کتاب لاجواب کے سبب سے
وہ عجز و سکوت بالکل دفع ہو گیا اور جو تخطیہ اور الزام منکرین کی طرف
عقل و حواس اکثر نا واقفون کے کیا جاتا تھا اس رسالہ لاجواب کے باعث
سے وہ تخطیہ اور الزام سرتاسر رفع ہو گیا اگرچہ حضرت سند سنت نے قبل
اہل اسلام ہی کی طرف سے یہ جواب باصواب معترضین کو دیا ہے لیکن
اگر بغور ملاحظہ کیجیے تو تمامی ارباب مذاہب مختلفہ مجوزین ذبح کو جو کہ اصلا
واقفیت دلائل جواز و استحسان قتل نفس حیوان سے نہیں رکھتے تھے
اس رسالہ کے ہدایت عام اور فیض تام سے ممنون احسان بے پایان
اسکے کا کیا الحق مزید تائید اس تصنیف لطیف کی جملہ اہل مذاہب مجوزین
ذبح کے واسطے عام ہے فی الواقع کل اہل مذاہب مجوزین ذبح کے غلبہ و نصرت
کے لیے یہ رسالہ ایک برہان قوی اور حجت تام ہے پس چاہیے کہ
سوا اہل اسلام کے باقی تمام حضرات مجوزین ذبح بھی قطع نظر تعصب مذہبی
سے فرما کر استفادہ دلائل قویہ اور براہین قطعیہ اس کتاب لاجواب کا
اپنے ہم و الاہم پر واجب و لازم جانیں اور گو تعصب مذہبی اس
استفادہ سے اونکو کتنا ہی مانع بھی ہو لیکن ایسے امر اہم اور فائدہ اتم
مین منع تعصب کو ہرگز نہ مانیں اور بلا شک و شبہ جو حضرات فرق
مجوزین ذبح سے مطالعہ اس کتاب لاجواب کا فرمائینگے تو اس نسخہ نایاب

کے سبب سے بحث خاص جواز و استحسان و عدم جواز و استحسان
ذبح حیوان مین بہت کچھ فوائد عجیب پاوینگے اور منافع غریب اوٹھاوینگے
استفادہ اون فوائد عجیب اور منافع غریب کا مستفیدان باعقل و نظر
کو غایت درجہ ممنون و شکر گذار مصنف والا تبار بناویگا سوا حسنت
و جزاک اللہ کہنا چاہیے اور کچھ زبان انصاف بیان حضرات ممدوح پر
نہ آئیگا خلاصہ کلام یہ کہ اس گوہر یکتا اور در بے بہا کی قدر شناسی مین فائدہ
نفس ذات قدر شناس ہی سر تا سر متصور سمجھنا چاہیے ورنہ
خود تو یہ گوہر یکتا اور در بے بہا احتیاج کسی کی قدر دانی
کی بھی نہین رکھتا بقول سعدی

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را

والسلام علے
من اتبع الہدی

اللّٰه الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن

بفضل خالق سموات و ارضین باکمال رسید این رساله مشتمله بر تحقیق طبقات ارضین نافعه عوام و خواص مسمی

دافع الوسواس في اثر ابن عباس

تصنیف جامع علوم المعقول و حاوی فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکهنوی ادام فیضه الجلی

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکهنو باهتمام ... طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن طبقات والصلوة على خاتم الانبياء افضل المخلوقات وعلى آله وصحبه ذوي الآيات البينات
امابعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابن مولانا محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ فی جنۃ النعیم کہ عرصہ
دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علماء زمان کی منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے افراط دوسرے
طائفہ سے تفریط ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین بہت بلیغ فرمائی دوسری جماعت سے اوسکی بیان معنی مین تحریف ہونی لگی
نوبت یہانتک پہونچی کہ صدا کفر کی طرفین سے اٹھی اور یہ طریقہ بیشتر علماء زمان کا ہی کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتی ہین اگرچہ وہ
مسئلہ لائق تفسیق نہو اوسمین ایک دوسرے پر آوازہ کفر کرتا ہی اجماع اسلامی کے افتراق کا کچھ خیال نہین کرتا ہی اور قبل اسکی
فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تھی اوسمین صحت حدیث واثبات تعدد طبقات ووجود انبیاء ومخلوقات ووجود ادم
وغیرہ فی طبقات مع ثبوت خاتمیت محمدیہ کی تقریر کی تھی اور ایک رسالہ مسمی بکشف الالتباس عن اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکو دیکھنے سے کمال تحیر
ہوا آپ کے مولف نے میری تحریر پر خدشات کیے اور علمائے ہند پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنی لگے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ الزام
خود انہیں پر عاید ہی تحریر حضرت والا اوسپر شاہد ہی بنظر احقاق حق کے اوسکے جواب مین ایک رسالہ لکھتا ہون نام اوسکا دافع الوسواس
فی اثر ابن عباس رکھتا ہون پہلا اون وجوہ کا جواب ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات مین
قائم کین ہین دفع کیا جاتا ہی پس ان حضرت معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہی اور اثنا کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال
ہوتا ہی اور غرض مجکو اس تحریر سے تعصب ونفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولو کرہ المبطلون وابطال باطل ولو کرہ المجرمون
ناظرین با انصاف سے امید ہی کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر انکی راے مین مخدوش ہو اوسکو مجھسے استفسار کرین
نہ بسیار کہ شان جہلا کی ہی کہ جسکی تحریر اپنی خلاف دیکھتے ہین بغیر سمجھے بوجھے رد لکھنے پر مستعد ہوتی ہین اور اپنی نفسانیت کو
پیرایہ اظہار حق مین پوشیدہ کرکے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہین وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتماد ومنہ التوفیق الی طریق السداد
مقدمہ جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہی روایت اوسکی ثقہ ہین ووقف اسکا صوری ہی حقیقت مین مرفوع حکمی ہی شذوذ وجہالۃ
وابطال وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اوسکا معارض ومخالف قرآن وحدیث واجماع نہین اوسکی تاویل کرنیکی اور
جملہ ہو اوسمین معنی حقیقی کو چھوڑ کر معنی مجازی لینی کی حاجت نہین اپنی معنی پر محمول کرنے مین کسیطرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے
ثبوت [illegible] ایک طبقہ دوسرے طبقہ تک پانسو سال کے راہ ہونیکا حاصل ہی قول ارباب ہیئت کا کہ زمین کے طبقات متصل ہین
[illegible] طبقات کے کوئی مخلوق نہین موجود و باطل ہی تعیین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی حدیث صریح اور
[illegible] شریف جرجانی کی شرح مواقف [illegible]

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علم اوسکا حق جلشانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حلبی و شبلی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ کے بتقلید
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کے ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی و محلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے جو مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اوسکا مدعی ہو قول اوسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
و جاہل ہے کیونکہ اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات و اکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونپر انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ جسطرح
سے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکے سکان کے تیار ہوا اسیطرح سے ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ لا متناہی سلسلہ کے باطل ہے لاجرم ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھ تشبیہ پا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا بناء علیہ اواخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا منکر
نہین مگر اونکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ بر تقدیر وجود انبیاء طبقات تحتانیہ کے اواخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہون تیسرے یہ کہ
ہمعصر ہوئے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہے اور بر تقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہ نہین اور بر تقدیر ثالث
دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین ہر ایک نبی کی رسالت
اور ہر ایک اونمین کا صاحب شرع جدید ہو دوسرے یہ کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی اونمین کا صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بنسبت اپنے
اپنے سلسلے کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور آیہ لیکون للعالمین نذیرا اور حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کے کہ خصائص آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی اور کے ساتھ متعدد نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ مراد
عالمین یا خلق سے فقط اسی طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی قول باطل بلا دلیل ہے اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
اور مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہوسکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اس امر پر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اوسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد رائے و عقل سے تخصیص کی جرأت نہین کرسکتے ہین
اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت احمدیہ حقیقی ہے شامل ہر
عام ہے الحاصل حدیث ابن عباس کو صحیح و معتبر سمجھنا چاہیے اور جسقدر اوسکا ظاہر ثابت ہے بغیر چون و چرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول جو اوس مثال محمدیہ کو یا تخصیص بعثت احمدیہ کو بالدلیل یا باطل لازم ہو اوسکو رد کرنا چاہیے نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہرا دین جیسا کہ ایک طائفہ
نے کیا اور نہ یہ کہ اوس سے مثال محمدی ثابت کرین یا نصوص بعثت محمدی کو خواہ مخواہ خاص کرین جیسا کہ دوسرے طائفہ نے کیا ہے
خلاصہ تحریر حضرت ساکا ہے اور قول افضل ہے اور قول ابن عباس کو ضعیف اور حدیث کو باطل سمجھتے ہین

اثر ابن عباس صحاح ستہ متداولہ میں مروی نہیں ہے اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتماد کلی نہیں ہے **اقول** احادیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ میں نہیں ہے اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہووے اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت یا حسن کا حکم دیوے اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر میں لکھتے ہیں لم یستوعب البخاری ومسلم فی کتابیہما کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعته ههنا انما وضعت ما اجمعوا علیه ثم قیل لم یفتهما الا القلیل وقیل بل فاتهما کثیر منه وانما لم یفت الاصول الخمسة منه الا القلیل وانها اصح والمعنی بالاصول الخمسة کتاب البخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیهما بالنص علی صحته من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا بمجرد وجوده فیها الا اذا اشترط مؤلفها الصحیح ککتاب ابن خزیمة وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام میں جو مشہور ہے کہ جو حدیث صحیح ہے وہ صحاح ستہ میں موجود ہے محض غلط ہے بلکہ مدار صحت وجود شرائط صحت ہے خواہ صحاح ستہ میں ہو یا غیر صحاح ستہ میں ہو **قال البعض** تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہے اکثر پر اعتماد کلی نہیں ہے اور سند اوسکی مخدوش و مقدوح ہے پس یہ قول ابن عباس کا جو تفسیر آیت ومن الارض مثلهن میں واقع ہے غیر معتبر ہے **اقول** تفسیر ابن عباس کے جملہ طرق مقدوح نہیں بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی وغیرہ کے جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں بتفصیل ذکر کیا ہے اور یہ اثر جسمیں سند قوی ہے اور ارباب تصحیح نے اوسکی تصحیح کی ہے پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہے اور خبر آحاد باب اعتقادات میں مقبول نہیں **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد مفید یقین نہیں ہے تو درست ہے لیکن کچھ مضر نہیں اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ میں بشہادت اس اثر کے بطور قطع و یقین کے نہیں کیا جاتا ہے یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے اور مکلف ایمان اجمالی جمیع انبیاء کی ساتھ ضروری ہے تفصیل انبیاء میں یقین ضرور نہیں اس باب میں ظن کافی ہے بلکہ منکر نفس طبقات بھی کافر نہیں ہے جیسا کہ خفاجی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں قوله فی العدد اشارة الی ان الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلة وهو المعروف فی الاحادیث الصحیحة وقیل هی الاقالیم السبعة ولیست هذه المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکرها او تردد فیها والذی نعتقده انها طبقات سبع لها سکان من خلقه یعلمهم الله انتہی اور اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد کا باب اعتقادات میں مطلقا اعتبار نہیں تو محض غلط ہے اور نظیر اسکی اختلاف علماء ہے نبوت لقمان و ذو القرنین و خضر و تبع و آسیہ و مریم وغیرہ میں کہ بعض علماء نے انکی نبوت باخبار آحاد و دلائل ظنیہ ثابت کی ہے اور بعض نے انکار کیا ہے لیکن اگر دلائل ظنیہ مطلقا مفید باب نبوت میں نہوتے علماء مقرین کیونکر ادعا نبوت بدلائل ظنیہ کرتے **قال البعض** اثر ابن عباس کے رواة مجہول ہیں اسوجہ سے اس پر اعتماد نہیں ہوسکتا ہے **اقول** اسکے تخریج کے دو طریق معتمد و مستند ہیں ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس بیہقی و حاکم وغیرہ نے اس طریق سے اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری میں بیہقی کے قول کو نقل کرکے سکوت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبة الاسئلة میں لکھتے ہیں السؤال الخامس والسادس والاربعون هل الارض سبع طبقات کالسماء وهل فیهن خلق الله الجواب قال الله تعالی ومن الارض مثلهن وقال فی آیة اخری الم تروا کیف خلق الله سبع سموات طباقا فافاد ان طباقا فی الآیة الاولی مراد وان لم یذکر فتکون المثلیة فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل له ما رواه ابن جریر عن ابن عباس فی ومن الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراهیم نحو ما علی الارض هکذا اخرجه مختصرا واسناده صحیح واخرجه الحاکم والبیهقی مطولا

وادلہ سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ بمرۃ انتہی اور سیوطی نے بھی درمنثور میں بیہقی کی تصحیح کو نقل کرکے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس سبع ارضین فی
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیہ انتہت اور مستدرک حاکم میں ہی حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلهن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ہذا حدیث صحیح الاسناد انتہی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان میں بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی
اسنادہ حسن انتہی دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کرکے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہی حدثنا عبد اللہ حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی اور ذہبی نے بھی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی ہرگاہ بتصریح بیہقی وحاکم وذہبی وبسکوت واقرار
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہوگئی اوسکی قابل استناد ہونے میں کیا گفتگو ہی **قال البعض**
منجملہ رواۃ اس اثر کی عطاء بن السائب ہیں اور اونکو محدثین نے مختلطین میں شمار کیا ہی اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہیں **اقول** محدثین کی نزدیک قاعدہ مقرر ہی کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے یعنی بسبب کبر سن وغیرہ کی اوسکی حفظ میں فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذہ کی روایتیں جنہوں نے حالت اختلاط میں تلمذ کیا ہی مقبول نہیں اور جو تلامذہ قبل حالت اختلاط کے
ہوں اونکی روایتیں مقبول ہیں جیسا کہ شروح الفیہ وغیرہ میں بتصریح بسط مذکور ہی اور یاں نحن فیہ میں عطا سے راوی شریک
ہی اور وہ عطاء کی تلامذہ متقدمین سے ہی پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب میں
لکھتے ہیں عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقۃ رجل صالح من سمع منہ قدیما کان صحیحا ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء ورد لہ
شعبۃ والثوری وحماد بن زید عنہ جید انتہی اور تہذیب میں ہی من سمع منہ قدیما قبل ان یتغیر شعبۃ وشریک وحماد انتہی اگرچہ
شبہہ ہو کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کی ہیں مگر سفیان وشعبہ جیسا کہ نووی نے شرح مسلم
میں لکھا ہی قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان تو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ قول
یحیی کا بسبب اونکی تتبع کی ہی اور سوا اونکی اور محدثین چند تلامذہ عطاء کو لکھتے ہیں کہ اونہوں نے قبل حالت اختلاط کی روایت کی مثل
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب وغیرہ میں
کی ہی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین سے نہیں تو بھی کچھ مضر نہیں اسوجہ سے کہ شاہد اس طریق کی
سند ابن جریر وغیرہ موجود ہی اور بسبب کثرت طرق کی روایت کو قوت ہو جاتی ہی **قال البعض** لعلہ حاشیہ پیدا کرتہ

جوامع میں نقل کیا ہی اما النقل عن ابن عباس ان فی کل ارض آدم الخ فہو من روایۃ الواقدی الکذاب الوضاع للحدیث انتہی اقول طرق اس
حدیث کی جو ابن حجر و شبلی وغیرہ نی نقل کیے ہیں اونمین کہیں واقدی کا نشان نہین ہی اگر بالفرض کسی طریق مین واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہین کیونکہ وہ طرق اسکی مستند ہین علاوہ ازین واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہی لیکن ایک جماعت دیگر نے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابوبکر صاغانی و دراوردی و مصعب زبیری و یزید بن ہارون وغیرہ نی اوسکی توثیق کی ہی جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد بن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر مین اسکی تفصیل کی ہی اور مین نے شرح شرح وقایہ مین جو مسمی
بسعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہی اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہی من شاء فلیرجع الیہ قال البعض شوکانی نی فوائد مجموعہ مین اس حدیث کو
موضوعات مین شمار کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی فقال بل موضوع بان عباد ا
وروی الحاکم فی المستدرک من حدیث علی وقال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر ضعیف وعبد اللہ بن بکیر ہو منکر الحدیث
انتہی اقول اس قائل نے شاید بتابعت کسی کذاب کے ایسی تحریر کی ہی یا واسطے فریب دہی عوام کی ایسی تقریر کی فوائد مجموعہ کو مین نے ازاول
تا آخر لفظا بلفظ مطالعہ کیا کہیں بھی مین اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ مین ضمن دو حدیثون کے مکتوب ہی باب
مناقب اہل البیت مین یہ ہی قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد اللہ واخو رسول اللہ لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواہ النسائی فی الخصائص وفی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی وہو المتہم بوضعہ وقال ابن المدینی ضعیف الحدیث وذکرہ ابن
حبان فی الثقات وقال فی المیزان ہذا الحدیث کذب علی علی وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی بان
عبادا ضعیف انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہی حدیث انہ قال رسول اللہ لعلی حین خرج الی غزوۃ تبوک خلف علیا بالمدینۃ وقال لہ تخلفنی
مع النساء والصبیان فقال ان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک وانت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی رواہ ابن حبان عن سعد قال
باطل وفی اسنادہ حفص بن عمر کذاب رواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی وقال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر
ضعیف وعبد اللہ بن بکیر الغنوی وہو منکر الحدیث انتہی قال البعض اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہی جسکو شوکانی نے فتح القدیر
مین زیر آیہ کریمہ ما تحت الثری تحریر فرمایا ہی اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول اللہ سئل ما تحت الارض قال الماء قیل فما تحت الماء قال ظلمۃ
قیل ما تحت الظلمۃ قال الہواء قیل ما تحت الہواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہی کہ ماوراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہیں ہی تا اینکہ آنحضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہین کیا پس اثبات وجود
آدم و نوح و خاتم ہر طبقہ زمین مین صریح مخالف اسکی ہی اقول بعد تسلیم صحت سند و قوت روایت اس حدیث کی زمین و اثر مذکور مین
ہرگز مخالفت نہین ہی کیونکہ اثر مذکور مین جو سات طبقات زمین کی اور جو انبیاء کے ان طبقات مین ہین اور یہ حدیث اونکی
تفصیل سے ساکت ہی اور ماوراء تحت الثری کا علم نہ ہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہی منافی اثبات طبقات کے نہین ہی کیونکہ ثری ساتون
زمین کے نیچی ہی بغوی معالم التنزیل مین لکھتے ہین قال ابن عباس ان الارضین علی ظہر النون والنون علی بحر والبحر علی صخرۃ خضراء والصخرۃ
علی قرن ثور والثور علی الثری وما تحت الثری لا یعلمہ الا اللہ انتہی اور محمد بن ابی بکر رازی جواہر القرآن مین تحریر کرتے ہین اکثر
التراب الندی الذی تحت التراب الیابس من قولہ تعالی وما تحت الثری والمراد ما تحت الارض السابعۃ انتہی اور درمنثور مین زیر آیہ

ومن الارض مثلهن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرة خمسمائة عام اخبرت ان الارض
السابعة فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفة السنیة فی اجوبة الاسئلة المرضیة مین لکہتے ہین
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعة قال صخرة قیل وما تحت الصخرة قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمة وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ما تحت ارض سابعہ کا علم منقطع ہے سواے اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین
جانتا ہی نہ یہ کہ ما بین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف صحیح
حدیث مرفوع کے جو صحیحین مین مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامة
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ کی زمین تابع طبقہ بالا ہی اور اونکے واسطے احکام جداگانہ نہین
اقول ایک حکم مین تبعیت سے لازم نہین کہ جملہ احکام مین تبعیت ہو جاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ ازین غاصب
کو تطویق ساتون زمین کی ساتہہ روز قیامت ہوگی جیسا کہ لفظ حدیث اوس پر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین اور ابن حجر مکی نے زواجر مین بتفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت بہی
کرے تو بہی کچہ مضر نہین کیونکہ تبعیت قیامت مین ہوگی اور گفتگو احکام دنیا مین ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمر سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرة خمسمائة عام والثانیة سجن الریح والثالثة فیہا حجارة جہنم والرابعة فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا لاودیة من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسة فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیة والسادسة فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربة منہا کالبغال والسابعة فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین سے کسی مین ہوا کسی مین پتہر
مین بچہو اور کسی مین کبریت اور کسی مین پتہر اور کسی مین جہنم ہی اور اونمین مخلوقات مکلفین کا وجود نہین ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتہہ دو وجہ کے **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
بتصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی وقسطلانی وغیرہ کے اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کے واقع ہوا حالانکہ اسکی سند مین شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ مخل صحت ہوتا
عبارت ہی اس سے کہ ایک ادنی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور جہان تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتہہ مخل صحت نہین جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب مذکور ہوگی اور رواة اس اثر ثقات ہین کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمین معلوم نہین ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمر کے کہ اسکی رواة مین [illegible] واقع ہی اور وہ ضعیف ہی [illegible]
مین ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ حدیثہ منکر [illegible] قال الذہبی [illegible] قال النسائی لیس بالقوی قال ابو حاتم فی حدیثہ [illegible]

قال الدارقطنی متروک انتہی اسیوجہ سے محدثین اس حدیث مین مختلف ہو گئی حاکم نے اسکی حق مین صحیح کہا اور سیوطی نے تخریج احادیث
شرح مواقف مین سندہ حسن تحریر کیا اور حافظ عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت اونکی یہ ہے
اخرجہ الحاکم وقال تفرد بہ ابو السمح والحدیث صحیح لم یخرجاہ قال الحافظ المنذری ابو السمح ہو دراج وقیلہ عبد اللہ بن عیاش وباقی الکلام
علیہما وفی متنہ نکارۃ انتہی اور ذہبی نے بہی حکم نکارت کا دیا چنانچہ سیوطی در منثور مین لکہتے ہین اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم وصححہ
وتعقبہ الذہبی فقال منکر انتہی پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس قوی ہے حدیث ابن عمرو سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہین
اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسے اخبار مین جنمین اجتہاد کو مداخلت نہین حکم مرفوع کا رکہتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے دوسرے
یہ کہ حدیث ابن عمرو مین کہین نفی وجود مخلوقات نہین ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہووے پس جائز ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات
وانبیاء بہی ہون جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچہو وغیرہ بہی ہون جیسا کہ حدیث ابن عمرو کا مفاد ہے جیسا کہ ہر طبقہ
مین سب قسم کی مخلوقات ہے اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکہتے ہین قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی حدثنا محمد بن المثنی
قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق
ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمرو کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت وتعارض نہین ہے **قال**
البعض اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ ومشابکت بیان نہین کی اور مجمل بدون بیان کے لائق استدلال نہین
اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اسطرح پر کہ ہرگز مقصود نہ معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ
منار مین ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم
التامل انتہی اور وجود اسکا مانحن فیہ مین ممنوع ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو صدہا تشبیہات
جو قرآن وحدیث مین وارد ہین مجمل ہو جاوینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال اللہ تعالی
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی
اصلی **قال البعض** بانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تا این زمان کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات باقیہ مین نہین ہوا
اقول بغوی معالم التنزیل مین لکہتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن فی العدد یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء العلیا
الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکہتے ہین ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض
ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبریل طبقات تحتانیہ مین بہیجی جاتی تہی اور
یہی معنی ہین وجود انبیاء کی طبقات تحتانیہ مین کیونکہ جسپر وحی بوساطت ملک کے نازل ہو خواہ وحی امر ونہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ ہو
وہ نبی ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبہی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبہی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے
تفسیر کبیر مین لکہا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین مین واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی مین مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملک کے ہو وہ مقتضی نبوت ہے
جیسا کہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الاسئلہ مین لکہتے ہین قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءہ

المبلغ عن اللہ بحکم من امر او نہی او اعلام بما سیاتی فہو نبی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ میں واقع ہے جائز ہے کہ ماول ہو وحی تدبیر ہو نہ یعنی وحی حقیقی کہ جو مقتضی نبوت ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ تاویل بلا دلیل ہے اور حقیقت بلا دلیل واجب ہوتی ہے مردود ہے جیسا کہ سیوطی نے اعلام بحکم عیسی علیہ السلام میں لکہتے ہیں قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل فان لم یکن دلیل فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تحتانیہ میں مخلوقات غیر مکلفین ہیں پس ان میں وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہیں نکلتی ہے اور اثر ابن عباس جو بطرق متعددہ معتبرہ مطولا و مختصرا مروی ہے صحیح ہے وجود مکلفین میں پس طبقات تحتانیہ میں وحی حقیقی جانے سے کون مانع ہے الحاصل ظاہر عبارت بغوی و محلی مقتضی اسکو ہے کہ وہ طبقات تحتانیہ میں وجود انبیاء کے قائل ہیں و تاویل خلاف اصل ہے اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف واضح ہے کہ شبلی بہی قائل اس امر کے ہیں کہ طبقات تحتانیہ میں انبیاء ہوے جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس میں شارکت آنحضرت ہو دون مماثلت ذاتیہ جیسا کہ قسطلانی و سیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیرہ ذلک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

اقول یہ احتمالات ناشئیہ بلا دلیل ہیں اور مخدوش ہیں جملہ نبی کنبیکم سے اسواسطے کہ اس جملہ میں تشبیہ ہے ایک نبی کی ساتہ ہمارے نبی کے نہ تشبیہ بشر کی بشر سے قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ ان طبقات میں ایک ایک نبی ہے اور وہ شبیہ ہے ساتہ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ صرف بشریت یا مشارکت آنحضرت یا ہدایت وغیرہ میں ہووے تو نبی کا لفظ بے معنی ہو جائیگا زیادہ توضیح اسکی یہ ہے کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہیں ایک یہ کہ ان طبقات میں ایک ایک شخص موصوف بہ نبوت ہے دوسرے یہ کہ وہ شخص شبیہ ہے ہمارے نبی کے ساتہ پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے اور تشبیہ بہی تقسیم ہو جاوے اور جو وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کی ہیں ان میں نہ چشم پوشی ہے بیان وجہ تشبیہ میں شخص کی صفت باطل ہوتی ہے اور بعد ثبوت نبوت شخص کی لفظ نبی سے تشبیہ ہوگی مگر نفس نبوت میں اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات محمدیہ میں کیجاوے مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہے وہ خلاف الاجماع ہے اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق ہادی ہے تو ایسا ہی احتمال تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہیں سارے ہوگا وہو باطل الحاصل ظاہر منطوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ میں و تعدد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہے اور بانضمام عبارت معالم و جلالین و آکام المرجان زیادہ اسکو تقویت حاصل ہوتی ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ یہ وجود خاتم منافی مفہوم نص قطعی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد جمع محلی بلام استغراق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہیں **اقول** حاشا و کلا یہ احتمال منافی نص مذکور کے نہیں ہے کیونکہ اگر انبیاء طبقات تحتانیہ کا اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت ہوتا [illegible] اور انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء کے وجود کے پہلے ہوے اپنی اپنی طبقہ کی قصر نبوت [illegible] چکے ہوں بعد ان کے ہمارے خاتم [illegible] رونق افروز ہوے [illegible] ختم نبوت مطلقہ کیا **قال البعض** [illegible] ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نص قطعی

قطعیہ کا بہی ہیں عموم مخصوص بنقید ساتہ کسی مان یا مکان کے ہی یا نہین بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکی صورت اول و
ثانی صریح باطل ہی اسلیے کہ اس صورت مین وہ منجملہ افراد رسل الیہم کی ہونگی نہ رسول الیہم خاتم الرسل ہونا کجا اور صورت
ثالث بہی باطل ہی اسواسطے کہ خواتم مفروضہ اسوقت داخل افراد النبیین ہونگی نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کی بطلان
کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر انکی خاتم ہونیکی نہین اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی
بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کے اور وجود اسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اسکی خاتمیت اضافیہ مین کچہ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہی یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا و نقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ اول خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظمہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہی اور دعوت
آپکی عام ہی اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہی تفصیل مقام یہ ہی
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہی
عقلا اور نصوص بہی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہ نہین تیسرے تعدد خاتم اسطرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بہی جائز ہی بلکہ اس طبقہ مین بہی واقع ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء ہوئے ہر گاہ ایہ ممہد ہوچکا اب سمجہنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب طبقات ہی نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تاکہ اسکی محال ہونیکا عقلا و نقلا فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوی کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
بہی محتمل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہون اور ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کے ہون جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کے نسبت سابقہ خاتم الانبیاء کہی ہین یا وجود انکی
اس صورت کے مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کنبیکم سے مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اجماع علما ہی اور زیادہ تفصیل اس بحث سے
عنقریب گوش گذار ہوتی ہی **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی چیز سے ماخوذ ہی اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تمام عالم پر بزرگی دی ہی اور اس قول سے انکا خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہی **اقول** صحابہ دو قسم کی تہی بعض احبار یہود اور کتابہا اسرائیل سے اخذ کرتی تہی جیسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تہی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تہی مثل ابو ہریرہ کے جیسا کہ فتح الباری
وغیرہ مین مصرح ہی اور مثل ابو الدرداء کی جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال مین تصریح
کی ہی اور مثل عمر و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہم جیسا کہ سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکہی ہین [illegible]

کعبا عن التحدیث بما فی الکتب المتقدمۃ فاکثر الکثیر کعبا ولا نحدث بما صح ان الترخص واصرح منہ قول ابن عباس لہ ولو فی

کتابنا قال ابو الاجابۃ بما الی بحر نشک ہکذا انتہی ابن تیمیہ ابن مسعود وغیرہم من الصحابۃ انتہی اور صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت

ابن عباس کتب اہل کتاب سے روایت کرنی منع فرماتے تھے پس ایسی حالت میں عبارت اسکی مشکوک ہو گی پس احتمال اس کا کہ ابن عباس نے

اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہو اور اس اثر سے تشبیہ انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی نبی یا مساوات

آپکے ساتھ کسی نبی کو ہرگز نہیں مفہوم ہوتی ہے تاکہ یہ حدیث مخالف اعتقاد ابن عباس ہو کیونکہ تشبیہ میں مساوات

طرفین شرط نہیں ہے اور نہ افضلیت مشبہ بہ تشبیہ سے بھی لازم ہے اور لفظ نبی کنبیکم سے نہیں مستفاد ہے کہ ہر طبقہ میں ایک

ایک نبی مماثل آنحضرت کی یا آپکے لیے فضل ہے بلکہ سیاق سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک نبی ساتھ آنحضرت کے ہے اور مشابہت

میں اتحاد جمیع صفات کمالیہ میں لازم نہیں پس ہو سکتا ہے کہ ہر طبقہ کا نبی ہو خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کے

محض ختم میں تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختموں میں تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہے کیونکہ اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ وہ نبی تمہارے ہیں ہمارے نہیں پس ایسا قول ابن عباس نہیں کہہ سکتے بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** سبحان اللہ

کیا تقریر ہے مضحکہ صغیر وکبیر ہے اسقدر بھی معلوم نہیں کہ کلمہ نبیکم سے کب مفہوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہمارے نہیں جیسے کسی نے کہا

ہذا اخو زید اس سے کب مستفاد ہوتا ہے کہ وہ فقط زید کا بھائی ہے اور کسی کا بھائی نہیں اور یہ کلمہ صحابہ میں شائع وذائع تھا

صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہے من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہؤلاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ

شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم

ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہے قال اما ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ

یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بھی صحیح مسلم میں ابو حسان سے مروی ہے قال قیل لابن عباس ان ہذا الامر

قد تفشع بالناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرۃ فقال ابن عباس سنۃ نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری میں

ابن عباس سے مروی ہے قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار

باللہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیات الصلوات

الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنۃ نبیکم ولا تقل ان لی مصلی فی بیتی فاصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم

سنۃ نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں روی اسمعیل السدی عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان

نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر وابن مسعود وابن عباس ومعاذ وانس

اسکے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اثر ابن عباس میں ثبوت کرنے کے نہیں ہے اس سے لازم آتی ہے تفضیل مفضول اور اگر

قائل اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک کی اس سے ہو سکتی ہے کہ ہم وہ مماثل نبی کے کوئی نہیں ورنہ یہ کب

ہو سکتا ہے کہ آنحضرت کے چھ مثل موجود ہوں اور مثل موسی کا ایک بھی نبی ثابت ہو اسکو ابن عباس نے کبھی نہ سنے

اخذ کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا اسنادہ صحیح اور کلمہ یا علی الارض کا عام ہی پس معلوم ہوا کہ شمول ہوسکی بھی ان طبقات میں
ہوگا آدم جیسی کہ نبی کہ ہم یا عیسی کعیسی یا نوح کنوح سے یہ نہیں مستفاد ہی کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی مانند ان انبیاء کی جمیع صفات
کمالیہ میں تھی تا ذکر کیا ہو کی دلالت کرے کہ یہ قول سیوطی کا ہی بلکہ اسقدر مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مانند
ان انبیاء کی تھے اگرچہ مشابہت بعض صفات میں ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہی کیونکہ
حق تعالی ارشاد کرتا ہی لکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کر باطل ہی **اقول** یہ حدیث اگر اسی
امر کی ہو کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ میں صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تھا تو البتہ مخالف ہوگی حالانکہ
یہ امر اس سے مستفاد نہیں ہے جائز ہے کہ وہ اخر سلسلہ ان کا تھا آنحضرت کے زمانے سے قبل ہو گئے ہوں یا آنحضرت کے زمانے میں ہو کی متبع
شریعت محمدیہ کے ہو ہوں کیونکہ بعد آنحضرت کے یا زمانے میں آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہے چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کی لکھتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسی وخضر والیاس علیہم السلام فلا یناقض قولہ تعالی خاتم النبیین اذ المعنی انہ لایاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر اصابہ
فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں استدل البعض علی موت الخضر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وبسط ابن حجر القول فی ذلک وتعقب
بعیسی فانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان یحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لاعلی نفی وجود نبی کان نبیا قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ طبقات زمین کے
باہم متصل ہیں اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات جدا جدا ہیں پس یہ اثر باطل ہے **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علمائے ہیئت کا ہے اور وہ مردود ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہیں انفصال پر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ سے
مروی ہے قال بینا جالس مع رسول اللہ اذ مرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی اہل بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات ثم قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری
بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور اسیطرح روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ بزار و
ابو الشیخ وابن قتیبہ نے اور بیہقی نے پس بمقتضائے ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہے
ہر طبقہ کو دوسرے طبقہ سے پانسو برس کی راہ ہے اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کو قائل ہوئے انکو یہ احادیث نہیں
پہنچیں ورنہ کبھی ایسی بات نہ کہتے [illegible] فتح الباری وغیرہ میں مذکور
ہے بعض [illegible] عوام کہتے ہیں کہ ان
طبقات [illegible] طبقات [illegible] انتہا کی [illegible] کیونکہ ہوتی
ہوتی [illegible] علما اسکا [illegible] طبقات کی کیفیت میں مختلف ہیں

[illegible] ہر طبقہ میں [illegible]

لیکن ہر طبقہ میں حق جلشانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کردی ہے کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ زمین کے طبقات کروی نہیں ہیں بلکہ بصورت [illegible] ہیں اسی واسطے آفتاب وغیرہ کی روشنی ہر طبقہ میں پہونچتی ہے چنانچہ سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں فی مشاہدتہم السماء واستمدادہم الضوء قولان احدہما انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم ویستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ والثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء یشاہدونہ قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض کرۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم آتا ہے کہ اس طبقہ میں دو آدم ہوں اسلئے کہ عموم کل ارض مثل ارض کو بھی ہر لینا چاہیے لان ارض میں ایک آدم ہے مثل آدم ہمارے لیکن لازم باطل ہے پس حدیث مذکور باطل ہے **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہے یعنی طبقات تحتانیہ سوا اس طبقہ کے کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے عموم واللہ علی کل شیء قدیر سے ذات حق جلشانہ کہ شیء میں داخل ہے خارج ہے بدلالت عقل **قال البعض** یہ حدیث مخالف اجماع اہل اسلام ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں **اقول** بلاشبہ ہے آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات ہے لیکن اس حدیث سے کب اوسکے خلاف ثابت ہوتا ہے کہ اوسکا بطلان لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ کو نیکی میں جملہ صفات کا یکساں ہونا ضرور نہیں ہے الی ہہنا تم الکلام [illegible] باتباع الہوی ولکن [illegible] من العلم ان [illegible] اس سلسلہ [illegible] اب صاحب [illegible] کا جواب دیتا ہوں اور انکی خدشات کو مرتفع کرتا ہوں **قال المجیب** [illegible] ایک فتوی اثبات [illegible] انبیاء و [illegible] اور نفی شمول [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم [illegible] لکھنوی کو دیکھا [illegible] ثابت ہوا کہ [illegible] امور مذکورہ کا دعوی [illegible] کیا ہے کہ [illegible] آیہ کریمہ ومن الارض مثلہن بلفظ قال [illegible] ابن عباس [illegible] صحیح کیا ہے [illegible] ثابت ہوا کہ جسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم [illegible] اس طبقہ میں ہیں اسیطرح [illegible] ایک خاتم ہر طبقہ میں ہے لیکن وہ خاتم مثل اس خاتم کے نہیں ہے **اقول** نسبت [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نسبت [illegible] طبقات [illegible] جواب [illegible] کا [illegible] مضمون [illegible] کا اسقدر ہے کہ [illegible] صحیح ہے اور [illegible] طبقات باقیہ میں سلسلہ [illegible] کا ہونا [illegible] مثل ہمارے خاتم کے نہیں ہیں [illegible] کہ ہمارے خاتم کی [illegible] ابن عباس [illegible] ہر طبقہ میں [illegible] کو واسطہ ایک [illegible] خاتم کا اطلاق کیا [illegible] خاتم اضافیہ [illegible] طبقہ کو [illegible] الانبیاء کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ [illegible] ثابت نہیں [illegible] **قال** [illegible] واقع [illegible] بقاعدہ کہ اصول [illegible] انبیاء و خاتم [illegible] صحیح ہے اور [illegible]

ہوسکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو لفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر طبقہ زمین میں جن وانس وحیوانات وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں موجود ہیں لہذا حضرت مجیب جو عبارت
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس نوع مخلوقات کی جنس سے نہیں ہیں وہ مخالف اس اثر
کے ہے اقول بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار اون اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کو لازم آوے قال دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی صحیح ہے
مگر یہ روایت شاذ ہے پس اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کے قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
مجیب اور قول بیہقی ابن حجر وسیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو ما لیس له الا اسناد واحد شذ به شیخ ثقة او غیر ثقة فما کان من غیر ثقة فمتروک
وما کان عن ثقة فیتوقف فیه ولا یحتج به اقول اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کے قابل احتجاج کے نہیں تو صحیح ہے لیکن
مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض مرتبہ یہ ہو آوے اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کی ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول بھی ہوتا ہے اور کبھی مردود تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ اور اوثق کی اس صورت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اوسکی مقبول اور شاذ صحیح ہوگی اور اگر مرتبہ رواۃ حسن میں ہو حدیث اوسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح وحسن سے بعید ہو اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی او رجوکا علم سے ابن ابی شریف سے نقل کیا اوسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کے مسندہ ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفة الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقة ما لا یروی غیرہ انما
الشاذ ان یروی الثقة حدیثا یخالف ما روی الناس حکاہ ابو یعلی الخلیلی عن جماعة من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی یتفرد به ثقة من الثقات ولیس له اصل متابع لذلک الثقة فلم یشترط الحاکم فیه مخالفة الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیہ
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس له الا اسناد واحد یشذ بذلک ثقة کان او غیر ثقة فما کان عن غیر ثقة فمتروک لا یقبل وما کان
عن ثقة یتوقف فیه ولا یحتج به فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقة بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحة فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیه بالشذوذ فلا اشکال فی انه شاذ غیر مقبول واما ما حکیناہ
عن غیرہ فیشکل بما یتفرد به العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلک فی ذلک حدیث ابن دینار

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن بیع الولاء وہبتہ تفرد بہ عبد اللہ بن دینار وحدیث مالک عن الزہری
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مکۃ وعلی راسہ المغفر تفرد بہ مالک عن الزہری فکل ہذہ مخرجۃ فی الصحیحین
مع انہ لیس لہا الا اسناد واحد تفرد بہ ثقۃ وقد قال مسلم للزہری نحو تسعین حرفا یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یشارکہ
فیہا احد باسانید جیاد وقال فہذا الذی ذکرناہ وغیرہ من مذاہب ائمۃ الحدیث یبین لک انہ لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق
الذی اتی بہ الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک علی تفصیل نبینہ فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان ما انفرد بہ مخالفا لما رواہ
من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ
ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن ممن
یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ
فان کان المنفرد بہ غیر بعید عن درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا حدیثہ وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد بہ
وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی اور قاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور فاضل
اکرم بن عبد الرحمن اسعاف النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں ان استقراء موارد استعمالہم المنکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ
لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ اثر میں علت شذوذ کی وجہ تفرد مسلم بن صبیح
ابو الضحی کے ہے نہ مخالفت ثقات دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس یہ حدیث شاذ مقبول ہو گی اور اگر شاذ مردود بھی ہوتی تو بھی اثر پر
حکم شذوذ کی حکم صحت کا نہ دیتا کیونکہ صحت مصطلح اہل حدیث میں سلامت عن العلۃ والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگر چہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جس میں رائے اور اجتہاد کو
مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق اور قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں
لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما لا تصریحا ان یقول الصحابی ما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم واحوال یوم القیامۃ وانما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی
مخبرا لہ وما لا مجال للاجتہاد فیہ لا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں لکھتے ہیں
ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم
والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی ان عبارات سے واضح ہوا کہ جو بعض علماء نے
اپنے رسائل میں تحریر کیا ہے کہ فقط تفسیر صحابی جو متعلق ہے شان نزول کے ساتھ وہ حکم مرفوع میں ہے یہ امر بالکل غلط ہے اور سیوطی اور حافظ عراقی
نے شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر بن العربی نے شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی نے محصول میں اور ابن عبد البر نے شرح موطا میں
تصریح کیا ہے پس بنا بر ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہوگا اور قول ابن عباس کا فی کل ارض

آدھ کا وہم الخ یعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہووے کہ قول ہر صحابی کا مالا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہوگا تو اوسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیۃ حدیث
میں اوسکو مقدوح کر دیا اور اس کو اختیار کیا کہ قول صحابی مالا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع
میں ہے عبارت انکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو الظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ ومن الدلالۃ للاظہار ان ابا ہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب انت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک مرارا فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان ابا ہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب وان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقیید الحکم بالرفع بصدورہ عمن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی مسئلۃ تفسیر الصحابی
وسبقہ شیخہ لہذا التقیید ولیس ذلک بظاہر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شیء من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستندا لذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالنبویۃ الصادقۃ احترازا عن الصحیفۃ الیرموکیۃ ولو نشر فی مقام التلبیس لقدح فی المحدث فما شاہد من ذلک انتہی اور ایسا ہی شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی میں اختیار کیا عبارت انکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا مجال فیہ للرای بان
لا یکون للاجتہاد فیہ محل حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی عن اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
مالا یعقل میں جبتک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہووے حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس فیما نحن فیہ تحقیق کے
اثر ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات اخذ کرتا ہو حکم مرفوع میں نہیں
ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس اون صحابہ سے ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور اونسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیجیء مفصلا
فائدہ بعض ناظرین کہتے ہیں کہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں اسوجہ سے مقبول نہوگا اور نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح محدثین میں
عام ہے قول رسول اور قول صحابی اور قول تابعی سے جیسا کہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں وقال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اس کی بیچ شرح
رسالہ سید شریف میں جسکا نام ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ہے کی ہے من شاء فلیرجع الیہ قال سوم یہ کہ تنہا تصحیح حاکم کا
اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین وغیرہ میں ہے کہ ... حاکم ... صحت آن ... ہود وشمل ...
صحیحین نگاشتہ علما ... تصحیح حاکم ... شود ...
... اقول تنہا تصحیح حاکم کا ... کیا ... کہ ... ہی حکم صحت اسناد میں ...
... موافقت حاکم کی ... علی شرط البخاری ومسلم ... کو حسن الاسناد کہا ...

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح و صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا رومی میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعۃ ارضی ہست کہ شیخ اکبر در باب ثامن از فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق ست از قدر بقیہ خمیر طینت آدم باقی ماندہ از طینتی کہ آدم ازان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر صور ہائی از ابن عباس منقول ست کہ دران مثل این خلق ست تا اینکہ مثل ابن عباس شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق ست نزد اہل کشف انتہی **قال** یعنی کہ قوت اس اثر کی جو اوسکی سند میں ہے شذوذ او رعدم متابعت
دور ہو جاتی ہے اور حدیث مذکور منکر سمجھی جاتی ہے **اقول** حدیث منکر مطلقا مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی **قال**
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسے احادیث ہیں کہ اوسکی اسناد صحیح ہیں
اور اوسکے متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہے اور یہ اثر بباعث شذوذ و عدم متابعت کے اسیطرح ہے
اسیواسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے فضیلۃ انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایۃ ہذا محمول
ان صح نقلہ علی ان ابن عباس اخذہ من الاسرائیلیات اور اسیطرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ واخذ عن علمائہم ومشائخہم کما فی شرح النخبۃ وذلک واشالہ اذا لم یخبر بہ معصوم وبسند
الیہ فہو مردود علی قائلہ لیس لفظ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھیے کہ
سخاوی و قسطلانی اور صاحب البدایۃ صحت اس حدیث کے قائل نہیں **اقول** اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے **اول** یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں اور حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اوسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اوس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور نقاد فن ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد اور حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم بعد تطبیق اونکے کلام کے مقبول ہوتی نہیں اسنادہ حسن پر اقتصار فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن بھی معلوم ہوئی **دوم** یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک کے شذوذ کو بیان کر دیا جیسا کہ
زرقانی اور سیوطی و ابن حجر وغیرہ اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحی
علیہ متابعا لیکن شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں اسواسطے کہ اس مقام پر شذوذ بمعنی تفرد ثقہ ہے نہ بطور مخالفت
راوی اوثق اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ بمعنی مخالفت اوثق واقع ہے جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں

تحت قول مؤلف لیس من غیر شذوذ ولا علة جو تعریف صحیح مین واقع ہی لکھتے ہین قیل لم یفصح بمرادہ من الشذوذ ہہنا وقد ذکر
نوعہ ثلاثۃ اقوال مخالفۃ الثقۃ لارجح منہ وتفرد الثقۃ مطلقا وتفرد الراوی مطلقا ورد الاخیرین ثم الظاہر انہ اراد ہہنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین انہم فسروا الشذوذ المشروط نفیہ ہہنا بمخالفۃ الراوی فی
روایتہ من ہو ارجح منہ عند تعسر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ جسپر مدار ضعف کا کہنا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانتا جیسا کہ حلبی نے انسان العیون مین اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین اور زرقانی نے شرح مواہب مین واقع ہوا ہی مخالف تحقیق
اور مخالف کلام محدثین ہی اسواسطے کہ یا نحن فیہ مین شذوذ بطریق مخالفت راوی اوثق کے نہین ہی بلکہ بطریق مجرد تفرد ابو الضحی جیسا کہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کی دی اور قادح صحت حدیث نہین شذوذ اول ہی ثانی سوم
یہ کہ حضرت مورد نے جو مقاصد سے عبارت نقل کی اوسکا کہین نشان نسخہ ستہ او لہ مقاصد مین نہین ہی ملک فقیر مین جو نسخہ بطور تبرک کے
دیا ہی حضرت نے آیا نہایت عمدہ وصحیح ہی مصنف کے روبرو اول تا آخر اونکی تلمیذ نے پڑھا ہی اور اوسپر جابجا مصنف کا خط موجود ہی اور
نسخہ مین کہین اس حدیث کا ذکر ہی نہین چہ جائیکہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم مین اس حدیث کا ذکر ہی چنانچہ اونہون نے بتاریخ ۲۸ شعبان سنہ رواں مین جب اس شہر مین وہ تشریف
لائے تھے اپنا نسخہ دکھایا اوسمین عبارت یہ ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیہقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات له
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وفی طریق عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراہیم قال ابن کثیر
بعد عزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم فہو محمول ان صح نقلہ عنہ ای عن ابن عباس علی انہ اخذہ
من الاسرائیلیات وذلک اشباہہا اذا لم یخبر بہ ولم یصح سندہ الی المعصوم فہو مردود علی قائلہ انتہت اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض احباب الہ آباد
سے لائے اوسمین بھی یہی عبارت ہی مع زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرہ کے قال البیہقی اسنادہ صحیح عن ابن عباس وہو شاذ بمرۃ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ اور اس عبارت مین کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہین ہی تا اونکا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام ابن
کثیر سے منقول ہی اور اونکی تشکیک اس باب مین معتبر نہین ہو سکتی ہے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہین **قال** حتی یہ
کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہی کما قال السخاوی وابن کثیر ونقل القسطلانی عن ابن حجر
اقول مفسرین سے کسی نے یہ احتمال نہین پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی امثال نے اور محدثین سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہین کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہی دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کرے کسی امر کے ساتھ اور بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ کہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہی ہر گز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب جس امر کی خبر دین اوسکی تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب جانتے تھے پس اگر
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتا سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین لکھا ہی ہین نقل الصحابہ عن اہل الکتاب قبل من
نقل التابعین مع جزم الصحابی بما یقولہ کیف یقال انہ اخذہ عن اہل الکتاب وقد نہوا عن تصدیقہم انتہی دوم یہ کہ حضرت ابن عباس

شبہ سے خالی ہے اور اس کو صحیح سمجھتے ہیں اور اسی پر فرماتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن و
قال حدثنا ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کیف تسالون اہل الکتاب عن کتبہم وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسالون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا فکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا او لا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسالتہم ولا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسالکم عن الذی انزل علیکم پس باوجود اس خبر کے عقل نہیں تجویز کرتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں **قال** ساتویں یہ کہ بر تقدیر قبول و تسلیم ثبوت اس اثر کے اہل علم حدیث نے تاویل اس
اثر کی اس طرح کی ہے کہ ان طبقات زمین میں مقتدا و پیشوا ہیں جو بنام آدم و ابراہیم و عیسیٰ و محمد مشہور ہیں اور درحقیقت
وہ لوگ رسل رسل یعنی وسائط پیغمبران ہیں کہ قوم جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی نے ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من یقتدی بہ یسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ
اقول مخفی نہیں ہے کہ اثر ابن عباس میں علماء کے تین مسلک ہیں **مسلک اول** یہ کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال ہے
جو برزخ ہے درمیان عالم الغیب و عالم الشہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیاربکری مالکی اپنی کتاب الخمیس
فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیۃ ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون وجعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیۃ فضلت من خمیرۃ طینتہ فضلۃ خلق منہا النخلۃ فہی اخت لآدم وہی لنا عمۃ وسماہا الشرع لنا عمۃ وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبۃ دون سائر النبات وفضل من الطینۃ بعد خلق النخلۃ قدر السمسمۃ فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلۃ
ارضا واسعۃ الفضاء وخلق اللہ من جملۃ عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہ العارف یشاہد نفسہ فیہم واشار الی مثل ذلک
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبۃ بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وصدقت ہذہ الروایۃ عند اہل الکشف انتہی اور مصباح الظلام فی ذکر منازل الحکماء الاعلام میں ہے ان الاحادیث
الدالۃ علی المثال کثیرۃ منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبۃ انہا بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتہی **دوسرا مسلک** تاویل کا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک مقتدا اور ہادی دین کا ایک
نبی کے طبقہ میں احکام کو اپنی اپنی قوم پر پہنچاتا تھا اور وہ ہادی اس طبقہ کے نبی کے نام کے ساتھ مسمی تھا مثلا مقتدا آدم کے عہد میں ایک
ہر طبقہ میں تھا کہ آدم کے احکام ماخوذ کر کے اپنی طائفہ کو سناتا تھا اور مسمی باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کا ذکر سے ہے علی ہذا القیاس
ابراہیم کا ابراہیم عیسیٰ کا عیسیٰ اسلام نبی کا نبیکم اور اس مسلک کو اختیار کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اس کو ساتھ جزم کے نہیں کیا بلکہ بطور احتمال کے ذکر کیا اور عبارت شریف کو بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یؤول ذکر کیا حلبی نے انسان العیون میں لکھتے ہیں قال السیوطی ویمکن ان یؤول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ ہذا کلام

کان لنبینا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رسول من الجن اسمہ کاسمہ ولعل المراد اسمہ المشہور وہو محمد فلیتامل انتہی تلخیصًا مسلک
تحقیق وہ یہ کہ ہر طبقہ میں وہاں کی سکان پر انبیاء مبعوث ہوئی اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھی مثل انبیاء اس طبقہ
کی نہ یہ کہ فقط سفیر ہوں درمیان ہمارے رسل کے اور وہاں کی سکان کے اور اسیکو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نے آکام المرجان
فی احکام الجان میں عبارت انکی باب سادس عشرین میں یہ ہی جمہور العلماء خلفا وسلفا علی انہ لم یکن من الجن قط رسول وقال ابن جریر
حدثنا ابن حمید حدثنا یحیی بن واضح حدثنا عبید بن سلیمان قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم من نبی قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فقال الم تسمع الی قول اللہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بذلک رسلا من الانس
ورسلا من الجن قال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتۃ قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی یبعث الی قومہ قال
ابن حزم وبالیقین ندری انہم قد انذروا فصح انہم جاءہم انبیاء منہم قلت ویدل علی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم فقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی
حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال لمن الارض مثلہن سبع ارضین
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت لہ شاہد قال الحاکم
حدثنا [illegible] حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم رجالہ ائمۃ انتہی ملخصا
سمجھنا چاہیے کہ مسلک اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال سے طریقہ کشف ہی بحث سے خارج ہے اور مسلک دوم بظاہر مخالف ہی لفظ
نبی کنبیکم کی اسواسطے کہ یہ لفظ دال ہی اس امر پر کہ ہر طبقہ میں ایک ذات موصوفہ بالنبوۃ ہے اور وہ شبیہ ساتھ نبی ہمارے کی ہی
اور ارباب اس مسلک نے کوئی نبی حقیقۃ کسی طبقہ میں کسی زمانے میں تجویز نہیں کیا بلکہ ایک ایک سفیر ہر نبی کیطرف سے تجویز
کیا علاوہ ازیں آدم کآدمکم میں تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال
قال آٹھویں یہ کہ نصوص میں بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن وانس واہل طبقات ارض کے شامل
ہی عرش اعلی سے فرش سفلی تک جو عالم ہے وہ بعثت آنحضرت میں داخل ہے پس اسواسطے تخصیص نصوص قطعیہ کے حدیث مرفوع صحیح لفظ
معصوم درکار ہی نہ اثر شاذ موقوف کی ہتبار اقول اصل مقصود یہ ہی کہ اثر مذکور سے بقدر صاف معلوم ہوتا ہی کہ سلسلہ
نبوت ان طبقوں میں واسطے ہدایت سکان طبقہ ہا کے تیار ہوا اور یہی طرح ہر ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت واسطے ہدایت وہاں کی سکان کے تیار ہوا
اور چونکہ لاتناہی سلسلہ کے باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ میں ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ سلاسل طبقات تحتانیہ مبدء و منتہی میں ساتھ اس طبقہ کے سلسلہ کے
متحد ہیں بایطور کہ آدم کے زمانہ میں آدم اور نوح کے زمانہ میں نوح و خاتم الانبیاء کے زمانے میں خاتم وعلی ہذا القیاس یا قبل مبدء اس سلسلہ کے
مختتم ہو گئی یا مبدء میں معیت زمانی ہوئی اور اختتام انکا قبل اختتام سلسلہ کے ہوا یا بعد ہوا یا مبدء اور منتہی دونوں میں
تقدم یا تاخر ہوا یا منتہی میں معیت ہوئی اور مبدء میں تقدم یا تاخر ہوا یہ سب احتمالات عقلیہ ہیں اور چونکہ اثر
مذکور تعیین کسی ایک احتمال سے ساکت ہی اور نہ تعیین کسی دلیل ونص سے ثابت ہی لہذا ہم اسمیں سکوت کرتے ہیں لیکن جو کچھ نصوص علماء سے

مثل لیکون للعالمین نذیرا وارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو خصوصاً عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں اور کوئی عصر
انکا متعدد بہ معلوم نہیں ہوتا یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین پر مبعوث ہوئے ہیں اور یہی نصوص سے مثل حدیث
لو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہے کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا ہمعصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا اگرچہ
بہ نسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کہ بقید حیات ہیں
مطیع شریعت محمدیہ ہیں اور حضرت عیسی جب نزول فرماوینگے متبع اس شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنی رسالہ الاعلام فی حکم عیسی علیہ السلام
میں سبکی سے نقل کر کے لکھتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ
ویوصی امتہ بذلک فی ذلک من التنویہ بالنبی وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ
ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ
لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی امہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ موقوف
علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک ولہذا یأتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ
شیء وکذلک لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم
الی اممہم والنبی علیہ الصلوۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہی اور یہی نصوص قطعیہ سے مثل نص ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام میں بعد عصر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا پس جب ان وجوہ کو ہم کہتے ہیں کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم
الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہیں ہو سکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
ہوا ہوگا یا ہمعصر بر تقدیر اول آنحضرت کے خاتم حقیقی ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور بر تقدیر ثانی احتمال اس کا کہ وہ مبعوث اسلام
خاص ساتھ اس طبقہ کے ہوا ور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ میں نائب نبی کے
دعوت ہو قائم ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہے اور تخصیص کسی نبی یا مکان کی کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان
جو ہمعصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہوئے وہ مکلف ومنیر تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو ان پر کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہیں اور اگر مکلف
تھے تو ضرور بعثت نبویہ میں داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین وخلق کا اقتضاء ہے اور تخصیص اسکی ساتھ خلق اور سکان اس
طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقہ کی حرکت
تخصیص پر نہیں ہو سکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنی رسالہ احوال قیامت میں جو مسمی بفتح الرحمن ہے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے
کہ خاتم الرسل کے زمانہ میں کوئی رسول صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا ہے بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی میں ہوگا وہ مامور ساتھ
اسی شریعت کے ہوگا عبارت انکی یہ ہے ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان او ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد او ولی
نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی ونہ فرمودہ اند فلا یکون معہ واما ختم خاتم رسالت این حکم نیست و بودن احد

از رسل در زمان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیراکہ مقتضے ختم رسالت وغیر ست یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد وہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی برو وجب فرض
ست وسر ش آنکہ ہمہ رسل را خذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائبان اند در دعوت بسوی الٰہی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت ممد ضرور ست وچونکہ شرع وی عام باشد پس دیگر
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ آن ولی کہ خاتم الولایت ست ودیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی ملخصا پس بتقدیر اتحاد عصر اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان کی
بنسبت رسول اور مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر پر حقیقی ہوگا اور دعوت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بنسبت اپنے اپنے طبقہ کے نہ بنسبت جملہ طبقات کے الحاصل مقصود یہی کہ تنبیہ کی ہے تشبیہ آخر ایک ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کو مجرد ختم میں ہے نہ ختم حقیقی میں ورنہ مماثلت صفات مختصہ میں لازم آئیگی انتہی **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا طرف جن کے ایک پیغمبر جن میں
کہ نام اسکا یوسف ہے شاذ و مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کی غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس کا ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدا عن ابن عباس ان الجن قتلوا
نبیا لہم قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہیں نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علماء محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکھا ہے سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بھی انبیاء ہوئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن واحادیث بھی اسی مذہب کو موافق ہے اور تاویل جو جمہور کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص کے باطل ہے کیونکہ بنا قول ضحاک کا قبل عصر خاتم الانبیاء میں ہے ولیکن عصر خاتم الانبیاء میں پس وہ بھی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مبسوط ہے **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود جن کا طبقات ہفت زمین
میں متحقق ہے بنا علیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی انہیں کی صنف سے اور انہیں کی جنس سے ہونگی جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہمارے جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت طرف جن کے بنص قطعی واجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بھی جن ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر ان پر بھی اور انکی قوم پر مبعوث ہوئے پس خاتم ہونا جنس جن کے بر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں لفظ نبی
کے بیشکل ہے مستفاد ہے منافی نص عموم بعثت واجماع کے نہیں ہے **قال** اور عجیب ہے کہ مجیب صاحب نے اثر ابن عباس ہے بحوالہ فتح الباری کے
نقل کیا کہ فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض الخ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ طبقہ زمین میں جن الانس وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس امر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں **اقول**

یہ امر آدم کا دلکم سے ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کے ہون اور کچھ موافق سکان اس طبقے
پس دونون اثر مین تعارض نہین **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرایس ثعلبی اور بدائع الدہور
سے نقل کیا کہ طبقۂ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکی جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتوان طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا انحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا نسبت سکان
ساتوین طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسطرح سے محل تعجب نہین اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اور درمیان ہونے خاتم انبیا جن کی اونہین کی صنف سے کسیطرح کی منافات نہین ہے کما مر ایرا
قال اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرایس ثعلبی بدائع الدہور کی شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہین تحقیق زمین سات ہین جیسا آسمان اور اونمین باشندگان ہین لیکن جانتا ہے اونکو اللہ غرض نقل مجیب تعیین عدم تعیین جنس
عوالم و اوادم زمین مین مختلف ہے **اقول** تعیین یا عدم تعیین کا علی سبیل التعیین ہوتی تھا تا اختلاف اقول مقصود اصلی غرض اثبات
صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم بحسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ مین عبارات منقولہ مین بعض تو
تعیین پر دلالت کرتی ہین اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونون قسم کی عبارت بعینہا نقل کر دی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرایس ثعلبی سے نقل کیا ہے نزدیک محدثین کے معروف نہین بلکہ از قسم آثار موضوع نمایان ہے اسواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین اشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات انتہی **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کر کے حدیث صحیح کہا لیکن بیہقی
نے اوسکا تعقب کر کے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنے سے اس حدیث کے جواب مین کسی امر کا اثبات نہین تا کہ ضعف
و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو بدلائل اخر ثابت ہے تفصیل و تکمیل ہے اور تفصیل بالضعیف آیا عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ مین یہ عبارت نہین ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** وہب بن منبہ اہل کتاب سے تھا غالب
ہے کہ یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہو چنانچہ موافق قرارداد علما محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب حجت نہین **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرأت ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
کسیکا کتب متقدمہ سے شئی دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شئی دیگر ہے مناقب و مدائح اونکے بہت کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہون تو ذہبی

تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل من المشہورین بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ وانسا [illegible] اتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر
وقائع سنہ ۱۱۴ مین لکھتے ہین فیہا توفی ابو عبد اللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین و قصصہم
بحیث انہ کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ الحاکی علامۃ ثقۃ قال [illegible] سبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب [illegible]
[illegible]

وہ بہت کی ہے وہ اور سبب اسکے کہ وہ بہت اکثر تثبیت عقائد سے اخذ کرتی تھی اور انہیں اکثر اہل کتاب سے تحریف تغییر کی ہے تصدیق نکیجائے تو اوسکی
تکذیب بھی نہیں چاہیے اور علم تفصیلے کو حق جلشانہ پر محول کرنا چاہیے **قال** مجیب صاحب نے وجود ادم و انبیاء و خواتم کا ہر طبقہ زمین
مین حیلہ و امیل سے ثابت کیا ہے اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہوچکا کہ بہت وجہ سے قابل استدلال
نہین **اقول** کیفیت سب وجوہ کی منکشف ہو گئی کہ کوئی اونمین سے قابل اعتنا نہیں انصاف درکار ہے **قال** دوسرے یہ کہ حق تعالی
نے فرمایا انما انت منذر و لکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کو شامل باشندگان طبقات زمین ہو **اقول** سابقا خوب واضح ہوچکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود ادم و خواتم ممکن ہے **قال**
قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہے کیونکہ ہاد بمعنی ہنما جو آیت میں مذکور ہے مراد اوس سے خاص پیغمبر نہیں اور
مفسرین نے بھی بمعنی نذیر کے عام مراد لیے ہیں کہ پیغمبر ہو یا واسطہ و مبلغ از جانب پیغمبر ہو **اقول** اس آیت سے کسنے اثبات وجود انبیاء
بر طبقات باقیہ مین کیا ہے تا یہ ایراد اوسپر وارد ہو کہ مراد ہاد سے مطلق راہ نما ہے نہ خاص پیغمبر عبارت جواب فقیر کو دیکھیے بعد ازان مناظرہ
مناظرہ مین آئیے مینے اس آیت سے فقط وجود راہ نما ہر طبقہ مین لیا ہے کہ کوئی مخلوق منزل جلشانہ کی مہمل نہیں چہوڑی گئی ہے کما
او بعد اوسکے عبارت تفسیر جلالین ہے کہ نقل کی ہے اور پہنچنے وحی الہی کو طبقات تحتانیہ مین نقل کر کے وجود انبیاء ثابت کیا **قال** اس تفسیر مین مجیب صاحب
کی ہے کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے یہ ثابت ہے کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ میں بھی وحی لیجاتے تھے لیکن کلام محلی اور اوسکی تفسیر اس آیت
مین کہ یہ جملہ مفسرین کی تفسیر سے خلاف ہے کسی مفسر نے اونکی موافق تفسیر اس آیت کی نہیں لکھی ہے اسواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ جلالین میں
لکھا ہے لم یعد لغیرہ من المفسرین ما دفعاتیہ من تنزل الامر بالوحی قال فی تفسیرہ یبعثہ من الارض العلیا التی ہی ولاہا الی السماء السابعۃ ا
اعلاہا **اقول** دیکھیے اس کلام کا کسی مفسر نے سوا محلی کے ایسی تفسیر نہیں کی قلت تتبع اور قصور نظر پر دلالت کرتا ہے اور نہ پانا ملا علی قاری کا
اس تفسیر کو کسی اور مفسر کے کلام مین دلالت اوسکی عدم پر نہیں کرتا ہے فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود و من حفظ حجۃ علی
من لم یحفظ دیکھو محی السنۃ بغوی صاحب مصابیح و شرح السنہ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر معبر مرآۃ وغیرہ میں بشرح بسط مذکور ہے اپنی تفسیر معالم التنزیل
مین اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کر گئے ہیں جیسا کہ سابقا مذکور ہوچکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین یہی لکھا ہے **فائدہ** مخفی نہ رہے کہ
کہ بعض ارباب افتا نے اپنے جواب مین عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت مین واقع ہے سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ زلت قلم ہے کیونکہ
تفسیر جلالین مجموع دو جلال کی تصنیف ہے سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال سیوطی کی تصنیف ہے اور سورہ کہف سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہے جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ مین مصرح ہے پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق مین واقع ہے محلی
کی ہے نہ سیوطی کی **اعلام** چونکہ میری تحریر سابق مین تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہے بعض حضرات نے اوس سے اس کا گمان کیا
کہ مین تعدد خاتم حقیقی و تخصیص خصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہون چنانچہ ماہ رمضان ۱۲۹۹ھ مین ہو کو محمد عبد الغفار صاحب
ملازم مطبع نظامی نے بوساطت حافظ عبد الستار خان صاحب کی ایک رسالہ تحریر ایمن بھیجا اور اوسمین الزام تخصیص بعثت محمدی
و تعدد و احتمال وقف حدیث کا ذکر درج کیا ہے مینے اوسی ماہ مین ایک رسالہ اوسکی جواب مین لکھکے اوسکی حقیقت میں بیانہ
لکہ بیان واضح بصیغہ تصریح کر دی کہ مین تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کی قائل ہون اور خصوص بعثت نبویہ کا ا

ق ۰۴ب ل

۲۹۷۰۴

MUSLIM UNIVERSITY LIBRARY
ALIGARH.

This book is due on the date last stamped. An over-due charge of one anna will be charged for each day the book is kept over time.